

غیر مقلدین کی ننگے سر نماز

تصنیف لطیف

فیض ملت، آفتاب الہست، امام المناظرین، رئیس المصنفین

مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی

www.FaizAhmedOwaisi.com



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
(الصلوة والسلام علیک یا رسول اللہ)

غیر مقلدین کی زندگی سر نماز

مصنف

فیض ملت، آفتاب اہلسنت، امام المناظرین، رئیس المصنفین، رئیس التحریر
حضرت علامہ الحافظ مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی





پیش لفظ

چند سال پہلے کی بات ہے کہ بزرگوں، اُستادوں اور علماء کے سامنے ننگے سر جانا سخت بے ادبی سمجھا جاتا تھا۔ اللہ تعالیٰ بھلا کرے انگریزی تعلیم حاصل کرنے والوں کا کہ جب سے انہوں نے مغربیت کے ماحول کو رواج دیا ہے ہمارے نبی اکرم ﷺ کی سنتیں رخصت ہو رہی ہیں۔ اب ننگا سر رہنا تہذیب اور سر ڈھانپنے اور پگڑی باندھنے کو معیوب سمجھا جاتا ہے پھر جدید مذاہب کے افراد اپنی بھرتی بڑھانے کی خاطر مغربیت زدہ لوگوں کو انکی منشاء کے مطابق مسئلے گھڑ دیتے ہیں تاکہ یہ لوگ اُن کے جال میں پھنس جائیں۔ کچھ یہی کیفیت آج کل ننگے سر نماز پڑھنے کی ہے کہ ادھر تو پگڑی باندھنے کی سنت ہمارے ہاتھوں سے نکل گئی یہاں تک کہ علماء و مشائخ تک نے پگڑی جیسی مقدس سنت کو خیر باد فرما کر انگریزی اور ہندوی وضع کی ٹوپیاں سر پر رکھ چھوڑی ہیں۔ ادھر مغرب کے مسح حضرات پگڑی کی مذاقیں اڑاتے ہیں۔ اس صورت حال سے غیر مقلدین (نام نہاد اہل حدیث) نے ناجائز فائدہ اٹھالیا کہ نماز جیسی مقدس ہیئت میں پگڑی اُتار ڈالی اور ننگے سر نماز کا رواج عام کر دیا جس سے مغربیت زدہ نمازیوں کو سہولت مل گئی بارہا فقیر کو اس مسئلہ کی وضاحت کا ارادہ ہوا لیکن فرصت کب؟ حکیم خلیل احمد صاحب (جہانیاں) کا استفتار تشریف لایا اور ساتھ ہی تاکید تھی کہ جواب جلد بھیجنا۔ مخلص دوست کے تقاضا پر وقت نکال کر مختصر سا رسالہ مرتب کیا۔ اور انہیں بھیج کر مشورہ دیا کہ اسے چھاپ کر عام کیا جائے تاکہ عوام نماز کے فیوضات و برکات سے بہرہ ور ہو سکیں۔ چنانچہ موصوف نے اس پر عمل فرمایا اور پہلا ایڈیشن عام شائع ہوا۔ اب نظر ثانی سے دوبارہ شائع کیا جا رہا ہے۔ خدا کرے کوئی صاحب حکیم صاحب کی طرح اس رسالے کی اشاعت کریں اور زیادہ سے زیادہ کاپیاں منگوا کر عوام میں مفت تقسیم کریں تو بھوں کا بھلا ہو۔

فقیر کے رسالہ ہذا کا پہلا ایڈیشن شائع ہوا۔ اہل علم و فہم نے اسے سراہا عمامہ کے ساتھ نماز ادا کرنے کا مژدہ بہار سنایا۔ لیکن کسی نے غیر مقلدین کا ایک مطبوعہ رسالہ ننگے سر نماز ارسال کیا۔ اس میں غیر مقلدین کے چند مولویوں کی تحریریں تھیں۔ جس میں دلائل کیا تھے۔ بس وہ پرانی عادت کہ عمامہ والی احادیث ضعیف ہیں اور حضور نبی پاک ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے فلاں فلاں صحابی نے ننگے سر نماز پڑھی۔ لہذا ننگے سر نماز پڑھنی چاہیے، وغیرہ فقیر نے وضاحت کے طور تہہ لگا کر اضافہ کر دیا۔

فقیر قادری محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

۱۱ ستمبر ۱۹۸۸ء بروز اتوار شب ۲۸ محرم الحرام ۱۴۰۹ھ



استفتاء

جناب شیخ القرآن ابوالصالح مولانا فیض احمد صاحب اویسی دامت برکاتہم العالیہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے میں ننگے سر نماز پڑھنی درست ہے یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی وجواب عنایت فرمائیں اور پگڑی باندھ کر نماز پڑھنے کی حدیثیں بیان فرمائیں۔ السائل خلیل احمد نقشبندی (جہانیاں)

الجواب

الحمد لله الصمد الاحد والصلوة والسلام علی حبیبنا اسمہ احمد وعلی آلہ واصحابہ اجمعین
تمہید ﴿ اما بعد! ہم سب جانتے ہیں کہ حضور سرور کائنات ﷺ سے لے کر صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم خیر القرون سے لے کر سوائے غیر مقلدین کے نماز جیسی اہم عبادت کو ننگے سر بھی ادا نہیں کیا اور نہ ہی ننگے سر نماز ادا کرنے کا حکم صادر فرمایا بلکہ ہمیشہ پگڑی باندھ کر نماز پڑھی اور پگڑی کے ساتھ نماز پڑھنے کے بڑے بڑے فضائل و درجات بیان فرمائے۔

فضائل نماز با عمامہ

حدیث: ۱- عن ابی الدرداء رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ عزوجل وملائکتہ یصلون علی اصحاب العمامہ یوم الجمعۃ

یعنی بیشک اللہ عزوجل اور اس کے فرشتے جمعہ میں عمامہ باندھے ہوؤں پر درود بھیجتے ہیں۔ (اخرجہ الطبرانی فی الکبیر)

حدیث: ۲- عن ابی عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول صلوة تطوع او فريضة بعمامة

تعدل خمسا د عشرين صلوة بلا عمامته وجمعه بعمامة تعدل سبعين جمعه بلا عمامة

یعنی ایک نماز نفل ہو یا فرض عمامہ کے ساتھ پچیس نماز بے عمامہ کے برابر ہے اور ایک جمعہ عمامہ کے ساتھ ستر جمعہ بے عمامہ کے ہمسر ہے۔ (رواہ ابن عساکر والدیلمی وابن الجار)

حدیث: ۳- عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الصلوة فی العمامة تعدل بعشرة الا

لحسنة

یعنی عمامہ میں نماز دس ہزار نیکیوں کے برابر ہے۔ (رواہ الدیلمی)



حدیث: ۴۔ عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ رکعتان بعمامة خیر من سبعین رکعتہ

بلا عمامة

یعنی عمامہ کے ساتھ دو رکعتیں بے عمامہ کی ستر نمازوں سے افضل ہیں۔ (مسند الفردوس)

عبارات فقہائے کرام فقہائے کرام نے سر سے نگے ہو کر نماز پڑھنے کو مکروہ لکھا ہے۔

۱۔ دُر مختار، ص ۱۵۱، ج ۱ میں مکروہات الصلوٰۃ بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں (والصلوٰۃ حاسرا) ای کا شفاً راسہ للتکاسل۔

فائدہ ایک حوالہ ہے کیونکہ اس مسئلہ میں کسی فقہیہ کو اختلاف نہیں۔

ننگا سر کس کا ننگا ہو کر دو گروہ نماز ادا کرتے ہیں: ۱۔ مغربیت زدہ منکرین حدیث۔ اُن سے ہماری گفتگو بھی

بے سود ہے کیونکہ وہ تو اُلٹا دین سے ٹھٹھا محول کرتے ہیں ۲۔ غیر مقلدین جو اپنے آپ کو اہل حدیث کہتے ہیں اُن میں اگر

انصاف ہے تو مندرجہ ذیل مضمون کو غور سے پڑھیں۔

(۱) نماز میں سر پر پگڑی باندھنے کی حدیثیں ایسی ہیں کہ جن میں شک صرف ضدی کرے گا یا جاہل اور نبی اکرم ﷺ کی

سُیہ مواظبہ (دائمی) کا خلاف یقیناً مکروہ ہے چنانچہ بحر الرائق ص ۳۳، ج ۳ میں ہے۔ ”وصلہ ان السنة اذا كانت

موکلۃ قربة لا یبعد ان یکون ترکھا مکروہا کراهۃ تحریم“ اس قانون کے مطابق بھی سر سے نگے نماز کی

ادا نیکی مکروہ ٹھہرے گی۔

(۲) ایک آدھ دفعہ اگر حضور ﷺ نے کیا ہے تو وہ صرف جواز کے لئے تھا تا کہ اُمت کے کسی غریب کو اگر پگڑی نہ ملے تو

اُس کی نماز کو بھی بارگاہِ نبوت کا دامن نصیب ہو۔ (جیسے کہ حضور علیہ السلام کی عادت مبارکہ تھی) مثلاً آپ ﷺ نے پاک جوتا پہن

کر نماز ادا فرمائی ہے اور ایک دفعہ صرف ایک بچی کو مونڈھے پہ بٹھلا کر نماز ادا فرمائی ہے اور ایک دفعہ صرف ایک کپڑے

میں نماز پڑھائی ہے اب وہابیوں غیر مقلدوں کو چاہیے کہ ہمیشہ ہی جوتا پہن کر نماز پڑھا کریں۔

بچیوں کو مونڈھے پر بٹھلا کر نماز ادا کریں۔ چادر قمیض یا سلوار قمیض وغیرہ کے بجائے صرف ایک تہبند باندھ کر نماز

پڑھیں، جواز کی صورت تو یہی ہے کہ کسی غریب کو پگڑی یا رو مال ٹوپی وغیرہ دستیاب نہیں تو وہ پڑھ لے لیکن آج کل کون سا بد

نصیب انسان ہے جس کے گھر میں جوڑے کپڑوں کے نہ ہوں۔ یہ الگ بات ہے کہ پگڑی باندھنے کا شعار ختم ہو گیا ہے

لیکن غربت کی وجہ سے تو پگڑی یا رو مال ٹوپی وغیرہ نہیں ملتی۔ بلکہ عیسائیت کی دیکھا دیکھی یا غیر مقلدین وہابیوں کی طرح

کہ پگڑیاں و رو مال پاؤں میں پڑیں ہیں اور وہ سر سے نگے نمازیں پڑھ رہے ہیں۔



(۳) جس زمانے میں مُصطفیٰ ﷺ کو اُمت بالکل ترک کر دے اُس وقت سُنّتِ مُصطفیٰ ﷺ کو زندہ کرنا سو شہیدوں کا ثواب ہے۔ اب علماء و مشائخ و عوام کے سروں سے پگڑی اُتر چکی ہے۔ (إِلا ماشاء اللہ) بجائے اس کے کہ وہابیوں غیر مقلدوں کو ہمارے ساتھ مل کر پگڑی کی اہمیت بیان کریں۔ نماز کی ادائیگی میں سختی سے اس عمل کے کاربند نہیں نہ کہ الثائنتِ مُصطفیٰ ﷺ کے مخالفین کو موقع دیں تبھی تو کہیں گے جب نماز (جیسی افضل العبادۃ جسے معراج کے لقب سے نوازا گیا ہے) میں پگڑی نہیں باندھیں تو پھر نماز کے باہر کیا ضروری ہے۔ فلہذا انصاری کی طرح ننگے سر رہنا ہی بہتر ہے۔ پگڑی باندھنے کی سُنّت کی اہمیت ذہنوں سے نہ صرف اُتر جائے گی بلکہ دورِ حاضر کا ماڈرن مسلم اپنی تائید پیش کرے گا جس سے سُنّت کو زندہ کرنے کے بجائے اُسکی اہمیت کو سخت دھچکا لگے گا۔

(۴) نبی اکرم ﷺ نے تو نماز کی ادائیگی کے وقت سر ڈھانپنے کی اتنی سخت تاکید فرمائی ہے کہ سر کا درمیان میں معمولی حصّہ کھلا رکھنے کو بھی گوارا نہیں چہ جائیکہ سارا سر ننگا ہو چنانچہ حدیث شریف میں اعتجار سے روکا گیا ہے اور اعتجار کی تفسیر میں صاحبِ بحر الرائق ص ۲۵، ج ۲ میں لکھتے ہیں: ”وہو ان یکسون عمامۃ و یتروک وسط راسہ کشفاً کھینۃ الا شرار“ وہ یہ کہ عمامہ باندھ کر سر کا درمیان حصّہ شرارتوں کی طرح کھلا رکھا جائے۔

(۵) نماز میں جس عمل کے ساتھ کسی غیر مذہب والے کے ساتھ تشابہ لازم آتا ہو اسی عمل سے بچنے کے لئے شدید تاکیدیں واقع ہوتی ہیں مثلاً نماز میں منہ اور ناک بند رکھنا مکروہ ہے اس لئے کہ اس طرح سے مجوسیوں سے مشابہت ہوتی ہے کیونکہ وہ آگ سے پرستش کرتے وقت اُس کے دھوئیں سے بچنے کے لئے منہ اور ناک بند رکھتے تھے اب ہمیں اس فعل سے روکا گیا ہے اسی طرح کمر میں کپڑا باندھ کر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ اسی طرح امام کا طاق میں کھڑا ہونا مکروہ ہے کہ اس میں اہل کتاب سے تشابہ ہوتا ہے۔ جب اہل اسلام کو غیر مسلموں کے شعار کے تشابہ سے روکا گیا ہے تو کیا سر سے ننگا ہونا انصاری کا شعار نہیں ہے۔ افضل العبادۃ میں سر سے ننگے رہنے میں کیوں انصاری کو خوش کرتے ہو اور رسول پاک ﷺ کو ناراض؟

(۶) جس عمل میں عوام انگلیاں اٹھائیں اپنے ٹھٹھے و مذاق کے لئے نشانہ بنائیں اور وہ فعل باعثِ شہرت ہو تو وہ مکروہ ہے چنانچہ ”جمع البہار وغیرہ“ میں ہے کہ ”الخروج عن عادة البلد شہرة مکروہ“ اور تمام بلادِ حرمین میں جس کے ہر عمل کو غیر مقلدین واجب العمل سمجھتے ہیں خواہ وہ غلط ہو یا صحیح سر پر کپڑا رکھ کر نمازیں ہوتی ہیں اب غیر مقلدین نے اس کو شعار بنایا ہے جس سے نماز کی کراہت میں کسی قسم کا شک ہی نہیں۔

ازالۃ وسم ﴿فقہائے کرام نے ننگے سر نماز کی تین قسمیں لکھی ہیں۔ (۱) بہ بیتِ استخفاف و استحقار یعنی دل میں خیال ہو



کہ نماز کوئی ایسی حالت تو نہیں جس میں سر کو ڈھانپ کر نماز پڑھوں اس لحاظ سے سرنگ نماز پڑھنا کفر ہوگا۔ (اقول) اگر یہ عمل عام ہو گیا تو نماز میں ننگے سر رہنا استحقاقاً استحقاق کا پایا جانا دو نہیں۔ (۲) سستی و کاہلی کی وجہ سے سر سے ننگا ہو کر نماز ادا کرنا مکروہ ہے۔

تبصرہ اویسی: یہ عمل عوام کو پسند ہے کہ سر سے ویسے ہی ننگے رہتے ہیں پھر نماز کے لئے انہیں سر پر کپڑا رکھنا بوجھ محسوس ہوتا ہے۔ جیسے گرمیوں میں عموماً دیکھا جاتا ہے کہ سستی کی وجہ سے قمیض وغیرہ سے نماز پڑھنا انہیں دشوار محسوس ہوتا ہے۔ اس علت کو غور سے دیکھا جائے تو بات واضح ہے کہ نماز کو ننگے سر پڑھنا عموماً سستی و کاہلی کی وجہ سے ہے۔

(۳) بہ نیت تواضع و انکسار ہو تو جائز ہے جیسے آنکھیں بند کر کے نماز پڑھنا جائز ہے لیکن جس جوازی عمل میں ہتھ کا اندیشہ ہو اس سے احتراز (بچنا) واجب ہے اور ظاہر ہے کہ ننگے سر سے نصاریٰ کی تہذیب و تمدن کو تقویت ملتی ہے۔ پھر عاشقِ سنت مصطفیٰ ﷺ کب گوارا کر سکتا ہے۔ کہ وہ اپنے محبوب ﷺ کے مقابلہ میں نصاریٰ انگریز کی تہذیب کو ترجیح دے لیکن عملی طور پر ترجیح دی جا رہی ہے اور نہ صرف ترجیح بلکہ اسلامی تہذیب کا مذاق اور انگریزی تہذیب سے پیار بتاتا ہے کہ مسلمان کا دین و ایمان خطرہ میں ہے اسی لیے فقیر دین کے رہنماؤں سے اپیل کرتا ہے کہ فی سبیل اللہ دین کی کشتی کے بچانے کی سبیل کیجئے قوم کو انگریزی تہذیب سے ہٹا کر اسلامی تہذیب و تمدن کا خوگر بنائیے۔ رسول اکرم ﷺ کی ہر ادا کا عملی نمونہ اپنے اندر پیدا کر کے اپنے حلقہ اثر میں ہر سنت پر سختی سے عمل کرائیے۔ ہم نے اسلاف میں اپنے مشائخ میں حضرت امام اعلیٰ حضرت، حضرت میاں شیر محمد شرقپوری، پیر جماعت علی شاہ، پیر بھر چونڈی شریف، محدث اعظم پاکستان اور دیگر اکابر امت کا تجربہ کیا ہے اور دیکھا ہے کہ وہ کس طرح عوام کو سنت پر چلا گئے ہیں اور الحمد للہ اب بھی بعض پیرانِ عظام اور علماء کرام اسی طریقہ پر کار بند ہیں۔ خدا کرے اسی طرح پیرانِ عظام اور علماء کرام فقیر کی آواز کی طرف توجہ دیں تو انشاء اللہ تعالیٰ انگریزی تہذیب کا بیڑا غرق ہوگا اور سنتِ نبوی ﷺ کا بول بالا ہوگا۔

نتیجہ

اسلام کے احکام قرآن و حدیث اور اجماع و قیاس سے ثابت ہوتے ہیں۔ پھر ان کے کئی درجات ہیں۔ جیسے فرض، واجب، سنت مؤکدہ و سنت غیر مؤکدہ اور مستحب۔ چونکہ یہ مسئلہ غیر مقلدوں سے منسلک ہے اسی لئے ان کی سمجھ کے مطابق عرض کیا جا رہا ہے کیونکہ وہ خود کو اہل حدیث کہلاتے ہیں اگرچہ صرف نام ہے کام نہیں جیسا کہ ابھی معلوم ہوگا۔

قواعد الحدیث: احادیثِ مبارکہ کا غور سے مطالعہ کرنے والے کو معلوم ہے کہ بعض امور وہ ہیں جن پر حضور ﷺ



نے مدرومت فرمائی اور وصال کے وقت تک عمل رہا۔ اسے اصلاح میں سنت کہا جاتا ہے۔ ہم اہل سنت اس قسم کی احادیث پر عمل کرتے ہیں اسی لئے ہم اہل سنت کہلاتے ہیں۔

بعض وہ احادیث مبارکہ ہیں جو محض اُمت کی سہولت کے لئے کبھی عمل کیا یا اجازت بخشی لیکن دائماً عمل نہیں فرمایا اُسے ہم حدیث تو کہہ سکتے ہیں لیکن سنت نہیں چونکہ غیر مقلدین عوام میں انتشار پھیلانے کے درپے ہیں اسی لئے تلاش کر کے وہی احادیث پیش کرتے ہیں جن سے عوام کو خلش ہو اور انتشار پھیلے اس کی مثالیں عرض کر دوں گا تاکہ مسئلہ واضح ہو۔

- (۱) نبی پاک ﷺ نے ایک دفعہ اونٹنی پر سوار ہو کر طواف کیا، لیکن دائماً سواری کے بغیر طواف فرمایا۔
- (۲) روزہ کی حالت میں کبھی بعض از دواج مطہرات کو بوسہ دیا لیکن ہمیشہ نہیں پہلا کام صرف جواز کے لئے تھا ہم اسے حدیث مانتے ہیں لیکن دائماً اس پر عمل نہ تھا۔ ممکن ہے غیر مقلدین اس پر روزہ کے ساتھ عمل کرتے ہوں تو وہ شادی شدہ اور کنوارے کہاں جائیں۔ ممکن ہے اُن کی دینی خیر خواہی کے طور پر اُن کے لیے کوئی سبب بنادیا جاتا ہو یا اُن سے پوچھئے ورنہ ایسے کنوارے غیر مقلدین زندگی بھر اس حدیث پر عمل نہ کر سکے۔
- (۳) روزے کی حالت میں مباشرت (مرد و زن کا دو جسموں کا پکڑے کے حائل ہوئے بغیر ملنا ملنا) احادیث سے کبھی کبھی کر لینا ثابت ہے۔ وہ جواز کے لئے تھا کہ کسی سے اگر ایسے ہو جائے تو روزہ ضائع نہ سمجھا جائے۔ اسے ہم حدیث تو مانیں گے لیکن سنت نہیں۔ ممکن ہے غیر مقلدین اس پر روزانہ عمل کرتے ہوں تاکہ سنت سے محروم نہ ہوں۔ یہ اُن کا گھریلو معاملہ ہے۔

(۴) بعض احادیث میں عورتوں کے ختنہ کے متعلق بھی آیا ہے تو اُن کو ہم احادیث برحق کہیں گے لیکن عمل نہیں ہے۔ ممکن ہے ان کے ہاں یہ عمل جاری ہو بلکہ ہونا لازم ہے۔ کیونکہ وہ اہل حدیث نہیں۔ نمونہ کے یہ چند مسئلے عرض کئے ہیں ورنہ اس قاعدے کا باب وسیع ہے۔

نتیجہ ﴿ اس قاعدہ پر عمامہ شریف حضور سرور عالم ﷺ کی دائمی سنت ہے۔ نماز، غیر نماز میں آپ سے اس طرح ثابت ہے۔ ہاں جواز کے لئے کبھی ہوا تو وہ سنت نہ ہوگی اور مسلمان کو سنت رسول ﷺ چاہئے نہ کہ اس کے خلاف۔

قاعدہ ۲ ﴿ احادیث مبارکہ کے مراتب و درجات کے لحاظ سے احکام فرض، واجب، سنت مؤکدہ و غیر مؤکدہ و مستحب مرتب ہوئے ہیں۔ بالخصوص فضائل کے متعلق تو کسی محدث و فقیہ کو اختلاف نہیں۔ یہاں تک کہ غیر مقلدین کے سربراہ ثناء



اللہ امر تری، میاں نذیر احمد دہلوی و داؤد غزنوی وغیرہ وغیرہ بھی قائل ہیں۔

حدیث ضعیف کہنا ان کا ایسا حربہ ہے کہ عوام کو بہت جلد دوم تر ویر پھنسا لیتے ہیں، لیکن کب تک بالآخر یوم الحساب تو قابو آئیں گے۔ کچھ یہاں ان کا رویہ بھی یہی ہے۔ مانا کہ عمامہ کی نماز کے متعلق کچھ روایات ضعیف سہی لیکن حضور سرور عالم ﷺ دائی طور پر تو عامل رہے۔ پھر اس محبوب سیرت کا انکار کیوں۔

میں نے پہلے عرض کیا غیر مقلدین کا مقصد عوام میں انتشار پھیلانا ہے یہ طویل داستان فقیر کی کتاب ”فخر بے مہار و ہائی“ میں پڑھ لیں۔ یہاں کے نمونہ کے طور پر عرض کر دوں۔

ہمارے اور ان کے بیان سے سب کو یقین ہے کہ حضور سرور عالم ﷺ اور صحابہ کرام ان کے تابعین و تبع تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم حتیٰ العین (یعنی پندرہویں صدی تک) عمامہ سے نماز کی ادائیگی ہوتی رہی اور ہو رہی ہے۔ یہاں تک کہ ان کے مرکزی ائمہ نجدی بھی عمامہ نہ سہی لیکن ننگے سر نہیں بلکہ سر ڈھانپ کر ٹوپی، رومال سے نماز ادا کرتے ہیں تو یہ کبھی کبھار کی روایت ڈھونڈ کر عوام کو بہکایا گیا کہ ہم حدیث پر عمل کرنے والے ہیں۔ حالانکہ وہ صحیح احادیث جن کے متعلق حضور سرور عالم ﷺ سے فضائل ثابت ہیں۔ بلکہ ہمارے نزدیک وہی روایات آپ کی زندگی مبارک کا معمول بہا ہیں ان کے برعکس کی روایات بوجہ ضرورت تھیں۔ ہمارا دعویٰ تسلیم نہ کریں لیکن یہ انھیں ماننا پڑے گا کہ وہ روایات صحیحہ ہیں لیکن وہ ان روایات پر عمل نہیں کرتے مثلاً۔

۱۔ حضور نبی پاک ﷺ نے صبح کی نماز اشفار (روشنی کرنا) فرمایا **أُسْفِرُوا بِالْفَجْرِ فَإِنَّهُ اعْظَمُ الْاَجْرُ** (فجر میں اشفار کرو کیونکہ اس میں بہت بڑا اجر و ثواب ہے)

۲۔ ظہر موسم گرما کے متعلق فرمایا۔ **”اُبردو با ظہر فان حر الشمس من فيح جهنم“** (ظہر کو ٹھنڈا کر کے پڑھو کیونکہ سورج کی گرمی جہنم کی بھاپ ہے۔) غور فرمائیے کہ غیر مقلدین نے کبھی ان دونوں اوقات کو معمول نہیں بنایا۔ بلکہ معمول ہے تو صبح کی نماز سخت اندھیرے میں اور ظہر (گرما) زوال ہو یا نہ سخت اور شدید گرمی میں، اگرچہ ان اوقات کے لئے بھی روایات ہیں۔ جن کے لئے ہم (احناف) نے کہا کہ وہ بوقت ضرورت تھا اور ہمارے اوقات معمول بنا۔ لیکن وہ نہیں مانتے۔ اس سے اہل فہم کو سمجھ جانا چاہیے کہ ان کا مقصد کیا ہے وہی جو ہم نے کہا کہ عوام میں انتشار کیونکہ جب سے ان کے مذہب کی بنیاد رکھی گئی اور گورنمنٹ انگریزی سے رجسٹرڈ ہوئے اس وقت سے وہی کاروائی جاری کی۔ جو عوام میں انتشار پھیلانے۔ اعتبار نہ آئے تو چند نمونے ملاحظہ ہوں۔



احناف

غیر مقلدین

- ۱۔ کنواں پلیدی کے گرنے سے پلید۔
 - ۲۔ قرآن کو بے وضو ہاتھ نہ لگانا۔
 - ۳۔ کعبہ کی طرف منہ کر کے پیشاب نہ کرنا۔
 - ۴۔ ایسے ہی اس طرف پاؤں نہ پھیلانا۔
 - ۵۔ نماز میں ہاتھ کانوں تک لے جانا۔
 - ۶۔ نماز میں ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا۔
 - ۷۔ مسجد میں جوتے نہ پہننا۔
 - ۸۔ نماز جوتے پہن کر نہ پڑھنا۔
 - ۹۔ عمامہ یا ٹوپی سر پر رکھ کر نماز پڑھنا۔
- کنوئیں میں کتنا ہی پلیدیاں ہوں پاک رہتا ہے۔
- قرآن کو بے وضو ہاتھ لگانا جائز۔
- کعبہ کی طرف منہ کر کے پیشاب کرنے میں حرج نہیں۔
- کوئی حرج نہیں ایسے پاؤں پھیلانا جائز۔
- نماز میں ہاتھ کا ندھے تک۔
- نماز میں ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا۔
- مسجد میں جوتے پہن کر جانا۔
- جوتے پہن کر نماز پڑھنا۔
- عمامہ یا ٹوپی سر پر رکھ کر نماز پڑھنا۔

یہ صرف نمونے کے طور پر کچھ عرض کر دیا ہے۔ ورنہ حقیقت یہ ہے۔ انگریز نے کہا موٹے موٹے مسائل میں اسلام کا الٹ میں کروں گا۔ چھوٹے چھوٹے مسائل میں تم۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ غیر مقلدین کے مذہب کو گورنمنٹ نے رجسٹرڈ کیا۔ جیسے کمپنیاں رجسٹرڈ ہوتی ہیں۔ ”تحریر الحیۃ بعد المماتۃ“ اویسی غفرلہ

دلائل غیر مقلدین دس نمبر کے مطابق دس غیر مقلدین کے فتاویٰ کے مجموعہ میں کھودا پہاڑ نکلا چوہا وہ بھی مردہ کی مثال صادق آئی۔ کیونکہ زیادہ سے زیادہ روایات سے جواز ثابت کر سکیں اور بس چنانچہ اُن دس صاحبان نے دلائل سے ننگے سر نماز کا جواز ثابت کیا ہے۔ اُن کی عبارات کا خلاصہ ملاحظہ ہو۔

صحاح ستہ کے علاوہ مسند امام احمد و مؤطاء، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، ابوبکر بن شیبہ و نیل الاوطار و سبل السلام شرح بلوغ المرام باب فی الثواب الواحد ملتحقاً۔

(۱) عن ام هانئ التحف النبی صلی اللہ علیہ وسلم بثوب له وخالف بین طرفیه (بخاری شریف)



(۲) عن عمر بن ابی سلمة انه رأى النبى صلى الله عليه وسلم يصلى فى ثوب واحد۔

(۳) عن ابی هريرة رضى الله تعالى عنه ان سائلاً سأل رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الصلوة فى ثوب واحد فقال رسول الله اولكلکم ثوبان۔ (بخارى شریف)

(۴) عن ابی هريرة قال قال رسول الله ﷺ لا يصلى احدکم فى الثوب الواحد لیس علی عاتقه شیء کذا عن سلمة بن الاکوع وفى الحديث عن واند بن محمد وطلق وغيره من كثير الصحابة وائمة المسلمين وفى الحديث ادلة كثيرة لا تحصی ومن انکر فعلیه ان یتبني بدلیل واضح الا فلا نسلم قول من قول لا يجوز الصلوة من لا يضع الثياب علی رأسه فی الصلوة وكذا فی البیهقی وفى كتب المتداوله وتحفة الاحوزی وشرح البخاری یعنی فتح الباری ادلة كثيرة امنا جابر بن عبد الله فی قميص واحد ثم قال هکذا رأیت رسول الله ﷺ فی قميص واحد البیهقی فی باب الصلوة فی الثوب الواحد۔

ومسند امام احمد، ص ۱۰۳، باب جواز الصلوة فی الثوب الواحد قال ابو حنیفه عن الزبیر عن جابر رضى الله تعالى عنه ان رسول الله ﷺ صلی فی ثوب واحد متوشحاً به فقال بعض القوم لا بی الزبیر عن المكتوبة قال المكتوبة وغير المكتوبة۔ مسند امام احمد۔ هذا كفاية لمن له دراية غیر مقلدین نے نگے سر نماز کے جواز میں اپنے مولویوں کے فتویٰ شائع کیے ہیں۔ فقیر نے اُن فتویٰ سے یہ دلائل نقل کیے ہیں۔ اُوکی غفرلہ

ان سب روایات کا خلاصہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے نگے سر نماز پڑھی اور پڑھائی ہے۔

(بخوف طوالت ان روایات کا ترجمہ و مطلب ترک کر دیا ہے) ایک اور صاحب نے وہی روایات مع طریق استدلال کہا۔

یہ مسئلہ حدیث کی ہر کتاب میں موجود ہے۔ مشکوٰۃ شریف، باب الستر میں پہلی حدیث میں عمر بن سلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے

ہیں۔ رأیت رسول الله ﷺ يصلى فى ثوب واحد مشتملاً به بيت أم سلمة واضعاً طرفيه على عاتقيه (متفق علیہ)

اس حدیث شریف سے رسول اللہ ﷺ کا ایک کپڑے میں نگے سر نماز پڑھنا ثابت ہوا۔

دوسری حدیث شریف حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔

قال رسول الله ﷺ لا يصليان احدكم فى الثوب الواحد لیس علی عاتقيه منه (متفق علیہ)



نہ نماز پڑھے کوئی تمہارا جس کے کندھوں پر کپڑا نہ ہو۔

اس حدیث میں ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کی اجازت دی بشرطیکہ کندھے ننگے نہ ہوں۔ ننگے سر نماز پڑھنے سے منع نہیں کیا۔ تیسری حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔

سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صلی فی ثوب واحد فلیخالف بین طرفیه (رواہ البخاری)

اس حدیث میں ایک کپڑے میں ننگے سر نماز پڑھنے کا طریقہ بیان فرمایا۔ چوتھی حدیث عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن اکوع کی ہے۔

قال قلت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی رجل اصید افا صلی فی القميص الواحد قال نعم ورذہ ولو بشمولة (ابوداؤد و نسائی)

اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کڑتہ میں ننگے سر نماز پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ ایک کپڑے میں ننگے سر نماز پڑھنا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی ثابت ہے جیسا کہ جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دوسرے کپڑوں کی موجودگی میں ننگے سر نماز پڑھی اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔

الصلوة فی الثوب الواحد سنة کنا نفعل مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا یعاب علینا (احمد)

ایک کپڑے میں نماز پڑھنا سنت ہے۔ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک کپڑے میں نماز پڑھتے اور ہم پر کوئی اعتراض نہ کرتا۔ اسی طرح آج بھی اگر کوئی ننگے سر نماز پڑھے تو اس پر کوئی اعتراض نہیں کرنا چاہیے۔

آخری اور مضبوط سہارا

حدیث ذیل بڑے فخر و ناز سے پیش کرتے ہیں۔

عن محمد بن المنکدر قال صلی جابر فی ازار قد عقدہ من قبل قفاه و ثیابه موضوعة علی المشجب فقال له قائل تصلی فی ازار واحد فقال انما صنعت ذالك لیرانی احمق مثلك و اتناکان له ثوبان علی عهد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایضاً عن محمد بن المنکدر قال رأیت جابر البصلي فی ثوب واحد وقال رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلي فی ثوب۔

محمد بن منکدر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک ہی تہہ بند میں نماز پڑھی اور اپنے کپڑے کھوٹی پر



رکھ دیئے۔ کسی نے اعتراض کیا کہ آپ نے ایک ہی تہہ بند میں نماز کیوں پڑھی ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا اس لئے تاکہ میں تیرے جیسے بے سمجھ کو بتا دوں کہ ننگے سر نماز ہو جاتی ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں بہت کم لوگوں کو دو کپڑے میسر آتے تھے۔

دوسری روایت محمد بن منکدر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یوں ہے کہ میں نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھتے دیکھ کر اس کی وجہ دریافت کی۔ انھوں نے جواب دیا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھتے دیکھا ہے۔ **قال فی النہایۃ والعرض بیان جواز الصلوۃ فی الثوب الواحد ولو كانت الصلوۃ فی الثوبین افضل فکانہ قال صنعته عمدا لبيان الجواز**

صاحب نہایہ نے کہا ہے کہ ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھنا جائز ہے اگرچہ دو کپڑوں میں فضیلت ہے نماز کی۔ اسی لئے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھی تاکہ جو لوگ بے سمجھ ہیں وہ جان لیں کہ ننگے سر نماز جائز ہے۔ **نوٹ:** ہم نے غیر مقلدین کا تمام سرمایہ یہاں جمع کر دیا ہے اس کے بعد علم سے اُن کی جھولی خالی ہے۔ اب فقیر کی سُن لیجئے۔

جوابات (۱) تمام روایات جواز پر دلالت کرتی ہیں۔ اس سے ہم نے کب انکار کیا ہے جیسا کہ خود غیر مقلدین نے امام اہلسنت، شاہ احمد رضا بریلوی قدس سرہ کے فتاویٰ نقل کئے اور خود احادیث کے شارحین کی عبارات نقل کیں تو انھوں نے جواز کا کہا اور جواز سے سنت ثابت کرنا یہی جہالت ہے۔ جس کی تا حال غیر مقلدین کو آگاہی نہ ہوئی کہ کوئی کام حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواز کے لئے کر دکھلائیں تو وہ سنت کیسے بن گیا۔ جواز کی چند مثالیں فقیر پہلے عرض کر چکا ہے سنت مداومت اور عمل کا نام ہے اور گا ہے گا ہے جواز اور ضرورت کا نام۔ انہی تمہارے دلائل سے فیصلہ ہو جانا چاہیے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم و جملہ اہل اسلام کا دائمی عمل سر پر عمامہ یا ٹوپی وغیرہ یا ننگا؟

(۲) احادیث مبارکہ میں ننگے سر نماز پڑھنے کا نہیں بلکہ ننگے سر نماز نبوی کی ہیئت و کیفیت سے ثابت ہوا تو اب ہمارا سوال ہے کہ جس طرح احادیث مبارکہ نقل کی گئی ہیں۔ اس طرح کی نماز پڑھو تو عامل بالجہد بنو صرف پگڑی اتار کر نماز پڑھنے سے بدعتی بن رہے ہو۔ احادیث مبارکہ مذکورہ میں غور کرو اس کی یہ صورتیں ہیں۔ (۱) ایک کپڑا۔ (۲) دو کپڑے (۳) ایک کپڑا پیٹھ کے پیچھے سے گردن میں باندھ دینا جس سے کاندھا بھی ڈھکے ہوں (جیسے بچوں کو (ایک کپڑا) پہنایا جاتا ہے) صرف



نگے سر نماز کا ذکر نہیں۔ تو اب غیر مقلدین پر واجب ہے کہ وہ روزانہ عمامہ اُتارنے کے بجائے صرف ایک ہی چادر پر اکتفاء کریں۔ جیسے احادیث مبارکہ میں ہے اور اس چادر کو بچوں کی طرح کاندھوں پر باندھ کر نماز پڑھیں۔ صرف عمامہ پر غصہ کیوں؟ صرف عمامہ اُتار کر نگے سر نماز پڑھنے کی سنت کہاں سے نکال لی؟ جواز کے ہم قائل ہیں لیکن صرف نگے سر نماز پڑھنے کو سنت کہنا یہ کس حدیث میں ہے۔

(۳) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی روایت جس میں انھوں نے معترض کو اُحق کہا اس سے اُن کا نگے نماز کا استدلال بھی عجیب ہے کیونکہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک کپڑے سے نماز پڑھ رہے تھے اور بچوں کی طرح گردن میں کپڑا باندھ رکھا تھا تو غیر مقلدین بعینہ اس طرح نماز پڑھیں ہم انکار نہ کریں گے کیونکہ جواز کا باب وسیع تر ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کا معترض کو اُحق کہنا نگے سر نماز کی وجہ سے نہ تھا۔ بلکہ اس کی وجہ کچھ اور ہے نہ یہ کہ آپ نے نگے سر نماز پڑھنے پر معترض کو اُحق کہا۔ اس کی وجہ دراصل یہ تھی کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بعض مسائل میں ایک دوسرے سے اختلاف کر جاتے تھے۔ اسی اختلاف کو حضور سرور عالم ﷺ نے ”اختلاف امتی رحمة“ (میری امت کا اختلاف رحمت ہے) فرمایا ہے اس مسئلہ میں بہت بڑے جلیل القدر صحابہ کرام و تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اختلاف تھا کہ ایک کپڑے میں نماز ہوتی ہی نہیں اور جواز والی روایات کا وہ حضرات یہ جواب دیتے کہ حضور سرور عالم ﷺ کے دور میں وسعت نہ تھی اسی لئے جائز تھا لیکن بعد کو ناجائز ہے اُن کے اسماء گرامی ملاحظہ ہوں۔ یعنی شرح بخاری، ص ۵۸، جلد ۴، ص ۶۱، جلد ۴ میں ہے (التوضیح نوع من الا شتمال تجوز الصلوة به والفقهاء مجمعون جواز الصلوة فی ثوب واحد و قدروی عن ابن مسعود خلاف ذلك قلت ذهب طائوس و ابراهیم التخعی واحد فی رواية و عبد الله بن وهب من اصحاب مالک و محمد بن جریر الی ان الصلوة فی ثوب واحد مکروهة الخ) اُن کے ہاں بھی بہت بڑے دلائل ہیں۔ جنھیں امام بدر الدین عینی شارح بخاری نے نقل فرما کر انکار کیا اور اس اختلاف میں بعض روایات حضرت ابن عمر بھی شامل ہیں اور امام مجاہد بھی۔ بلکہ اس مسند پر سیدنا ابن مسعود و سیدنا ابن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا مناظرہ ہوا جس کا فیصلہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابن کعب کے حق میں فرمایا۔

ملاحظہ ہو یعنی شرح بخاری، ص ۳۷، جلد ۴ اور تاریخ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے واقفین کو خوب معلوم ہے کہ جمہور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم



اللہ تعالیٰ عنہم) جس طرف ہوں۔ حق وہی ہوتا ہے اور یہ بھی ہے۔ پھر جو ادنیٰ اعلیٰ کے سامنے یا تابعی صحابی کے سامنے جمہور کے خلاف مسئلہ پر اعتراض یا طنز کرے یا اسی کو ترجیح دے تو پھر اس کے ساتھ اس طرح ہوتا ہے جیسے حضرت جابر نے معترض کو فرمایا چنانچہ یہاں بھی ہوا کہ مشکوٰۃ امام محمد شین حضرت علامہ بن سلطان محمد انقاری رحمۃ اللہ الباری مرقات، ص ۳۸۵ جلد ۱ میں لکھتے ہیں کہ انکرہ انکار ابلغا کانه قبل قد صحبت النبی ﷺ وما شعرت بسنة فتصل فی ثوب واحد وثیابک موضوعۃ علی المستجب فلذلک زجرہ وسماء احمق خلاصہ یہی ہوا کہ حضرت ابن جابر کا معترض کو احمق کہنا جمہور کے مذہب کے خلاف بولنے کی وجہ تھی نہ یہ کہ ننگے سر نماز پڑھنے کے اعتراض کہ وجہ سے اور نہ ہی وہاں ننگے سر نماز کی بات تھی۔ یہ غیر مقلدین کا اپنا ڈھگوسلہ ہے۔

خلاصۃ البحث ﴿حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ الباری کی طرح ہم سب (غیر مقلدین) سمیت یہی کہتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ایک کپڑے میں یا دو کپڑوں میں نماز پڑھنا بوجہ ضرورت تھا کہ اس وقت کپڑوں کی قلت تھی یا جواز کے لئے تاکہ اگر کوئی صرف ایک کپڑے سے یا دو سے نماز پڑھ لے تو نماز جائز ہو جائے گی۔ بشرطیکہ اس کے ہاتھ کوئی دوسرا عارضہ شرعی لاحق نہ ہو اس کے متعلق عرض کر چکا ہوں۔ حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ الباری کی عبارت ملاحظہ ہو۔ او اما الصلوٰۃ النبی ﷺ واصحابہ فی ثوب واحد ففی وقت کان لعد ثوب آخر وفی وقت کان مع وجودہ لیان الجواز (ازنقلہ الطینی) ۱ (ترجمہ اوپر کے مضمون میں آگیا ہے)

جواز کا سہارا ۱۔ احکام شرعیہ دو قسم کے ہیں ”عزیمۃ و رخصت“ مردانِ خدا وہ ہوتے ہیں جو عزیمت پر عمل کرتے اور ڈھیلے ڈھالے سست و کاہلین جواز کا حیلہ ڈھونڈتے ہیں بفضلہ تعالیٰ اہل سنت احکام شرعیہ میں عزیمت پر عمل کرتے ہیں اور غیر مقلدین رخصت کے پیچھے پڑ کر خود ہی دین سے رخصت ہو جاتے ہیں۔

۲۔ جس جواز میں غیروں (غیر مسلموں) کو سہارا ملے اور اصل مسئلہ کے ترک کا خطرہ ہو تو اس جواز پر عمل نہ کرنا بھلا کھڑے ہو کر پیشاب کرنا، جواز کا سہارا لے کر آج کی ماڈرن مسلم پینٹ پتلون کی شامت سے بیٹھ کر پیشاب کرنے کی سنت سے محروم، یہاں بھی غیر مقلدین کو یونہی سمجھایا جائے کہ کھڑے ہو کر پیشاب کرنا جائز اور بیٹھ کر سنت۔ اب ننگے سر نماز کی طرح جواز کا سہارا لے کر کھڑے ہو کر پیشاب کیا کرو اور عوام کی ملامت پر کہہ دیا کرو کہ احادیث میں کھڑے ہو کر پیشاب کرنا سنت ہے۔ ننگے سر نماز کے استدلال اور اس مسئلہ کے استدلال میں کوئی فرق نہیں۔ یہ سودا انھیں مہنگا پڑتا



ہے۔ ایسے ہی جواز کی صورت کھڑے ہو کر کھانا بھی بیٹھ کر کھانا دائمی سنت ہے۔ اب غیر مقلدین کو پگڑی اتارنے کے ساتھ ساتھ کھڑے کھڑے موتا اور کھانا چاہیئے وغیرہ وغیرہ۔

۱۔ اس کے مزید جوابات فقیر نے شرح بخاری شریف میں عرض کر دیئے ہیں۔ اویسی غفرلہ

۳۔ ہم نے ننگے سر نماز پڑھنے کی تین صورتیں لکھی ہیں۔ ان میں ایک مکروہ ہے۔ جب سُستی اور کاہلی سے اس کا ارتکاب ہو اور سُستی و کاہلی کا شکار عوام نہیں بلکہ یہ بیماری اب عام ہے کہ بہت بڑے سمجھدار بھی نماز سے جی کتراتے ہیں۔ جب نفس نماز اُن کی سُستی اور کاہلی کا شکار ہے تو پھر اُس کے مُستحبات میں کتنا نکاسل و نکال کو دخل ہوگا اور شرع کا قانون بھی ہے اور عقل کا تقاضا بھی کہ بیماری جب وبائی صورت اختیار کرے تو بیمار کو بھرپور ٹیکوں، گولیوں اور دوائیوں کے استعمال کے علاوہ معمولی سے معمولی ضرر رساں عمل سے پرہیز کرنا ضروری ہے اور یہاں یہ حال ہے کہ انگریز کی پٹی پڑھانے کے بعد ننگے سر رہنا زندگی بسر کرنا اتنی (80) فی صد مسلمانوں کا زندگی بسر کرنا عام ہو گیا ہے دین کا درد رکھنے والا تو سنت نبوی ﷺ کے احیاء (زندہ کرنا) میں جدوجہد کرنا، عمامہ باندھنے، بالخصوص نماز ادا کرنے کی کوشش کرے گا اور دین سے بے بہرہ انگریز کی دی ہوئی گندی عادت میں اضافہ کرے گا۔

از اختیار بدست مختار ہذا آخر مارقمہ قلم

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیصل احمد اویسی غفرلہ بہاولپور۔

۲۹ محرم الحرام ۱۴۰۹ھ ۱۲ ستمبر ۱۹۸۸ء بروز ایمان افروز و دوشنبہ شریف۔

علماء کرام اور مشائخ عظام

آپ اور ہم سب کے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ہر سنت کو زندہ رکھنے سے ہمارے اور آپ کے آقا ﷺ کتنا خوش ہوتے ہیں یہ آپ فقیر سے زیادہ جانتے ہیں بالخصوص جب وہ سنت مردہ ہو جائے یعنی اس پر عمل کرنے سے علمی، ذہنی، رواجی طور سخت مشکل ہو جیسے آج کل اکثر سنتوں کا حال ہے۔ مثلاً داڑھی رکھنا حبیب خدا ﷺ کی محبوب سنت ہے ایسے ہی عمامہ شریف آپ ﷺ کی دائمی ادا ہے کہ کبھی سفر و حضر میں یہاں تک کہ نیند کے وقت بھی آپ ﷺ کا سر مبارک ننگا نہ ہوا۔

لیکن افسوس ہے کہ داڑھی پر جو پھبتیاں اڑائی جا رہی ہیں اس سے کوئی بے خبر نہیں بلکہ اب تو بعض پیر صاحبان



(جنہیں اکابر کے صدقے یہ عزت ملی ہے کہ ہزاروں بندگانِ خدا اُن کے حلقہٴ خدام میں شمولیت کو فرماتے ہیں) بھی اس محبوبِ سنت کے دشمن بن گئے ہیں۔ کبھی بھولے سے سنت پر عمل کرنے کا تصور نہیں کرتے بلکہ سچ پوچھیئے تو داڑھی کی سنت اپنے محبوب چہرے پر دیکھنا گوارا نہیں کرتے۔ ایسے ہی بعض علماء حضرات جنہیں دین کی رکھوالی کے لیے چٹا گیا وہ بھی ایسے پیر صاحبان کو سمجھانے کی بجائے انہیں اپنے وعظ اور نجی مجلسوں میں قطبِ وقت اور غوثِ زماں کا لقب دے کر سنتِ مصطفیٰ ﷺ کے عملی دشمن بن رہے ہیں اور بعض بے باک مولوی داڑھی چھوٹی رکھوانے کو اپنا فیشن سمجھتے جا رہے ہیں۔ ایسے ہی گکڑی باندھنے کا حال ہے۔

تو عزیزو! ایسے وقت میں ایسی سنتوں کا زندہ کرنے میں شہیدوں کا ثواب نصیب ہو جائے تو سستا سودا ہے۔

دعوتِ عام

احبابِ اہلِ اسلام کو دعوتِ عام ہے کہ سنتِ مصطفیٰ ﷺ کے احیاء (زندہ کرنے میں) تن من و جان و مال کی قربانی دے کر بلال و خبیب و زید رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا زمانہ اہلِ زمانہ کو دیکھیں۔

حرفِ آخر

اس طویل بحث سے میرا مقصد یہی ہے کہ علماء کرام و مشائخِ عظام اور عوامِ اہلِ اسلام کو جواز کے چکر میں پھنسنے کے بجائے رسولِ اکرم ﷺ کی ہر سنت پر عملی اقدام فرمانا چاہیئے بلکہ اپنے حلقہٴ احباب کو سختی سے اس پر کاربند بنانا اپنی زندگی کا سرمایہ سمجھیں تاکہ کل قیامت میں حضور سرورِ کائنات ﷺ کا قرب نصیب ہو۔

ہذا آخر ماسطرۃ قلم الفقیر القادری

محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

۳ ذوالحجہ ۱۴۱۰ھ